247

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

تار کا پتہ
الفضل قادیان بٹالہ

نمبر ۴۳۵
رجسٹرڈ ایل

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

قادیان

ایڈیٹر
غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی للعہ
ششماہی للعہ
سہ ماہی عا

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۵۹ | مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۲۵ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲ جمادی الاول ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل وکرم سے اچھی ہے۔ ۱۴ تاریخ حضور کے مشکوئے معلیٰ میں فرزند پیدا ہونے پر دفاتر اور سکولوں میں تعطیل کی گئی۔ اسی دن مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کی ٹیموں نے ولادت باسعادت کی خوشی میں فٹبال کا میچ کھیلا۔ جسے ملاحظہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح بھی تشریف لے گئے۔ میچ کے بعد جس میں مدرسہ احمدیہ کی ٹیم نے ایک گول کیا طلباء نے حضرت خلیفۃ المسیح اور دیگر اصحاب کرام کو ٹی پارٹی دی اور حضور کی خدمت میں مبارکباد عرض کی۔

۱۵ تاریخ ہائی سکول کے ہال میں چودہری شاہ نواز خان صاحب اسسٹنٹ سرجن نے طلباء ہائی سکول۔ مدرسہ احمدیہ اور دیگر اصحاب کے مجمع میں بچہ کے کان میں اذان کہنے کی حکمت پر لیکچر دیا۔ جس میں طبی طور پر اس اسلامی حکم کی فلاسفی بیان کی تقریر پُر متانت اور عمدہ تھی۔

جناب حافظ روشن علی صاحب و مولوی عبدالکریم صاحب تبلیغی دورہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

سندھ میں تبلیغ احمدیت

۱۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء چندہ ڈیرہ میں تقریروں کا بندوبست کیا گیا۔ صبح کو ۱۰ بجے تقریریں شروع ہوئیں۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری۔ مولوی اللہ دتا صاحب اور مولوی قمرالدین صاحب نے باری باری تقریریں فرمائیں۔ لوگوں پر اچھا اثر ہوا

پھر ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۵ء کمال ڈیرہ میں شہر کے رئیس میاں اللہ وسایا خان صاحب کے مکان پر جلسہ ہوا۔ ۱۰ بجے سے لے کر ۴ بجے شام تک متواتر ۶ گھنٹہ تقریریں ہوئیں مولا کریم کا بڑا فضل وکرم ہوا۔ کہ تین آدمیوں نے بیعت کی اور اور لوگ بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلد بیعت کرنیوالے ہیں۔

عاجز محمد پریل احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ کمال ڈیرہ

انجمن احمدیہ سونگڑہ کا جلسہ

۱۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء۔ بعد نماز جمعہ مولوی عبدالغفور صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک مبسوط تقریر کی۔ رات کو مستورات میں بھی تقریریں ہوئیں۔

۱۷ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو دو تقریریں ہوئیں۔ "موجودہ زمانہ کسی نبی کا مقتضی ہے یا نہیں؟" پر مولوی عبدالغفور صاحب نے ایک مدلل تقریر کی۔ جس ان تقریر میں علاوہ دوسری باتوں کے اس بات کو بوضاحت ثابت کیا۔ کہ اس زمانہ کے ہادی و مرشد کہلانے والے خصوصاً عالموں کا گروہ جو حضرت خاتم النبیین کی گدی نشینی کا فخر کیا کرتے ہیں۔ نہایت گمراہ ہو چکے ہیں۔ اور ان کی اخلاقی اور عملی حالت کا صحیح نقشہ کھینچ کر دکھایا۔

اسکے بعد مولوی غلام احمد صاحب نے اپنا لیکچر شروع کیا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ گذشتہ آسمانی کتابوں قرآن مجید احادیث و اولیاء کرام کی تصانیف سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ایک شخص آخری زمانہ میں آنے والا ہے۔ جو آسمانی ہو گا۔ اور ہر ایک کتاب میں کچھ نہ کچھ علامتیں اور نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ وہ تمام نشانیاں پوری ہو چکی ہیں۔ اور صدی کا سر بھی گذر چکا ہے لیکن ابھی تک بزعم غیر احمدیاں کوئی ایک شخص بھی اس عہدہ کا عہدہ دار نہیں

پایا گیا۔ کیا یہ عقیدہ تمام آسمانی کتب و اولیاء کرام کی تصنیفات پر پانی پھیرنے والا نہیں ہے۔ اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آکر ان تمام نشانیوں کی تصدیق کر دی۔ نہ صرف دعویٰ کر کے بلکہ روشن دلیلوں کے ساتھ کھڑے ہو کر اور آیت لو تقول الخ معیار صداقت کو ہاتھ میں لیکر دنیا کو بتا دیا۔ کہ وہ واقعی خدا کی طرف سے ہیں۔ اور وہ تمام نشانیاں انہی کے لئے پوری ہوئی ہیں ؛

ورود وفد کے وقت سے لیکر آخری وقت تک مخالفوں نے سلسلہ مراسلت جاری رکھا۔ غرض یہ تھی۔ کہ اپنے ہمخیال لوگوں کو یہ بتائیں۔ کہ ہم ان علماء سے ہرگز نہیں ڈرتے۔ اور ہماری علمی قابلیت ان لوگوں سے بڑھکر ہے۔ اور خاصکر ان کا منشاء یہ تھا۔ کہ کسی طرح احمدیوں کا جلسہ کامیابی کے ساتھ نہ ہو۔ اسی لئے کبھی تو وہ رقعہ بازی سے ہمارے خیالات کو منتشر کرنا چاہتے تھے۔ اور کبھی ہمارے خلاف ہمارے جلسہ کے وقت اپنا جلسہ کر کے لوگوں کو ہمارے جلسہ سے بلاتے تھے۔ لیکن پھر بھی انصاف پسند لوگ ہمارے جلسہ میں شریک رہے۔ اور بغور ہماری باتوں کو سنتے رہے۔

خاکسار سید محمد احمد۔ سیکرٹری انجمن احمدیہ سونگڑہ ضلع کٹک (اڑیسہ)

رپورٹ جلسہ انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخان

۱۷ر اکتوبر ۱۹۲۵ء۔ بعد دوپہر ۲ بجے سے ۶ بجے تک حافظ جمال احمد صاحب کی تقریر اسلام کی خوبیوں پر ہوئی۔ پھر بعد مغرب ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک چودھری محمد یار صاحب مولوی فاضل کی تقریر اسلام اور دیگر مذاہب کے مقابلہ پر ہوئی۔ اختتام لیکچر پر حسب اشتہار سوال کی اجازت پر کسی نے کوئی سوال نہ کیا۔

۱۸ر اکتوبر۔ صبح کے اجلاس میں چودھری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ڈیرہ غازی خان کی خدمات اسلام پر تقریر تھی جس میں انہوں نے بتلایا۔ کہ اسلام کیا ہے۔ اس کی خدمات سے کیا مراد ہے۔ خدمات سے یہ مراد ہے۔ کہ اصول اسلام اور ہدایات اسلام کو دنیا میں پھیلانا۔ اور ان پر خود عمل پیرا ہونا۔ بعدہٗ انہوں نے واقعات سے بتلایا۔ کہ اس وقت صرف یہی ایک احمدی جماعت ہے۔ جو خدمات اسلام بجا لا رہی ہے۔ اور یہی حقیقی معنوں میں حامل دین اسلام ہے۔ اور یہ وہ جماعت ہے۔ جو اس زمانہ کے مامور دینی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی تیار کردہ ہے۔ جس کو خدا نے محض اپنے فضل سے خدمت دین کے لئے چن لیا ہے۔ جو اپنے ہر قول و فعل، مال و جان اس بات کا ثبوت دے رہی ہے۔ جس کا دشمنوں کو بھی اقرار ہے کہ اسوقت خادم اسلام جماعت احمدی جماعت ہی ہے ؛

۱۸ر اکتوبر ۱۹۲۵ء۔ ۲ بجے سے ۶ بجے تک وفات مسیح پر حافظ جمال احمد صاحب کی تقریر ہوئی۔ پہلے غیر احمدیوں کے کئی اعتراضوں کا جواب دیا۔ خصوصاً بل رفع اللہ الیہ پر روشنی ڈالی۔ بعد نماز مغرب ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک ختم نبوت پر چودھری محمد یار صاحب کی تقریر ہوئی۔ صاحب موصوف نے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کی تشریح کی۔ پھر فرمایا کہ اس قسم کی نبوت بعد نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن شریف احادیث نبوی۔ اقوال ائمہ و بزرگان دین سے ثابت ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے ان اعتراضات کے جواب دیئے۔ جو غیر احمدیوں کی طرف سے پیش ہوتے ہیں ؛

۱۹ر اکتوبر ۱۹۲۵ء۔ صبح ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک خاکسار کی تقریر اس موضوع پر تھی۔ کہ مسیح ناصری بالفرض اگر زندہ بھی ہوں تو وہ دوبارہ نہیں آسکتے۔ خاکسار نے آیات قرآنی سے اس بات کو جس قدر خدا نے توفیق دی۔ بیان کیا۔

بعد دوپہر ۲ بجے سے ۶ بجے تک چودھری صاحب مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل کی تقریر صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر ہوئی۔ آپ نے قرآن شریف سے انبیاء کے معیار صداقت بیان کئے۔ اور خصوصاً نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثلاً ابتدائی زندگی کا بے عیب ہونا۔ لوگوں میں نیک اور امین مشہور ہونا۔ نبی کریمؐ کا اپنے دعویٰ الہام تیئیس برس تک قائم رہنا۔ زندہ رہنا۔ آپؐ کے قتل پر لوگوں کا قادر نہ ہونا وغیرہ قرآنی دلائل پیش کر کے بتلایا کہ جب ان دلائل سے دوسرے انبیاء اور خصوصاً نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ اور انکو سچا سمجھا جاتا ہے۔ تو جب یہ معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر پورے چسپاں ہوتے ہیں۔ آپکو کیوں نہیں سچا سمجھا جاتا۔ آپ کو سچا نہ سمجھو گے۔ تو تمام انبیاء کی صداقت مشتبہ ہو جائیگی۔

بعد نماز مغرب ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک فضائل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر حافظ جمال احمد صاحب کی تقریر ہوئی ؛

غرض یہ حقائق اور معارف سے بھری ہوئی اور دو مسلمان کہلانے والے فرقوں کے درمیانی تنازع پر کافی روشنی ڈالنے والی اور صحابہؓ کی فضیلت کو ثابت کرنے والی تقریر بارہ بجے شب کے ختم ہوئی۔ اعتراض کے لئے حسب اشتہار اعلان کیا گیا۔ مگر کسی نے کوئی سوال نہ کیا۔ اس جلسہ میں ہر ایک اجلاس کے بعد خصوصیت سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی صحت درازی عمر اور ان کے مقاصد کی تکمیل کے لئے (جو در حقیقت خدا کے اپنے ہی مقاصد ہیں) دعا کی گئی۔ اور نیز اس بات کو مدنظر رکھ کر کہ ان کے عہد خلافت میں خداوند تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے جماعت کے علماء پر ایسے سچے علوم کا انکشاف کیا۔ جن سے ہمارے ایمان مضبوط ہوئے۔ اور یہ بات واضح ہو گئی۔ کہ اس وقت صرف احمدی جماعت ہی ہے۔ جسے خداوند تعالیٰ نے اپنے منعم علیہم کی راہوں کی سمجھ دی۔ بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔

خاکسار محمد عثمان۔ سیکرٹری انجمن احمدیہ۔ ڈیرہ غازیخان

اخبار احمدیہ

جلسہ سالانہ کا چندہ ایک قابل تقلید نمونہ

جناب ماسٹری عبدالغنی صاحب بالا والی ضلع بجنور کی خدمت میں میں نے لکھا تھا۔ کہ حسب معمول اس سال کے جلسہ سالانہ کے واسطے بھی ہر کین کی چمنیاں بطور چندہ دیں۔ چنانچہ ان کی طرف سے ۲۷ درجن چمنیوں کی ریلوے بلٹی موصول ہو چکی ہے۔ ان کی قیمت ۱۱۰ روپے ہے۔ جو بطور چندہ سالانہ ارسال فرمائی ہیں۔ آپ کی آمد ماہوار ۱۸۰ روپے ہے۔ گویا آپ نے اپنی آمد ماہوار کے نصف سے بھی زیادہ چندہ عطا فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اس طرح اگر دوسرے احباب بھی چندہ دیں۔ تو رقم مقررہ جلسہ سالانہ کا جو ۱۶ ہزار ہے پورا ہو جانا محال امر نہیں ہے۔

جماعتوں کے عہدہ داران سے خصوصاً اور دیگر احباب سے عموماً عرض کی جاتی ہے۔ کہ اپنے وعدے جلسہ سالانہ کے فارم جلد مکمل کر کے ارسال فرما دیں۔ اور روپیہ بھی جو ان کے ذمہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے پورا کرنے میں خاص سعی سے کام لیں۔ کسی احمدی کو شامل ہونے سے چھوڑا نہ جائے۔ سب سے جلسہ کا چندہ لیا جائے۔ ساتھ ہی یہ بھی عرض کیجاتی ہے۔ کہ ماہوار چندہ بھی وقت مقررہ یعنی ہر ماہ کی بیس تاریخ تک ارسال فرما دیں۔ تاکہ بار بار یاددہانی کی ضرورت نہ رہے۔ والسلام

عبدالمغنی۔ ناظر بیت المال۔ قادیان

اطلاع برائے موصیان

جن دوستوں نے حصہ آمد کی وصیت کی ہوئی ہے۔ ان کو چاہیئے۔ کہ جب ان کا پتہ تبدیل ہو۔ تو تبدیل پتہ سے ساتھ کے ساتھ دفتر مقبرہ بہشتی میں بھی اطلاع دیا کریں۔ کیونکہ پتہ نہ ہونے کے باعث ان سے وصایا کے متعلق خط و کتابت کرنی مشکل ہوتی ہے۔ نیز بعض ضروری معلومات بھی ان کو نہیں پہنچائی جا سکتیں۔ لہٰذا میں بذریعہ اخبار تمام دوستوں سے عرض کرتا ہوں۔ کہ حصہ آمد کی وصیت کرنیوالے سارے احباب اپنا اپنا مفصل پتہ فوراً دفتر بہشتی مقبرہ میں بھیجدیں ؛

(۲) جن دوستوں کے ذمہ وصیت کا روپیہ بقایا ہے وہ بھی جلد تر اپنے بقائے صاف کریں۔ اور آئندہ کے لئے یہ ہدایت جاری کی جاتی ہے۔ کہ ہر ایک موصی اپنا حصہ آمد ماہ بماہ ادا کیا کرے تاکہ اختتام سال پر مطالبہ کی نوبت نہ آئے۔ نیز زر وصیت کی ادائگی کے وقت نمبر وصیت کا حوالہ دینا ضروری ہوگا۔ اور یہ بھی کہ فلاں ماہ کی آمد کا حصہ ہے۔ ایسے احباب جو [illegible] ناظر مقبرہ بہشتی۔ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم پنجشنبہ قادیان دارالامان - ۱۹ر نومبر ۱۹۲۵ء

قادیان میں فرضی بغاوت

"بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا" ایک اُردو کی پُرانی مثل ہے جو پیغام صلح پر صادق آتی ہے۔ ۸ر نومبر کے پیغام صلح میں ایک مختصر نوٹ "قادیان میں بغاوت" کے عنوان سے درج کیا ہے۔ جس میں لکھا گیا ہے :-

"ہمیں بھی خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ قادیان میں اڑتالیس نوجوانوں سے مقاطعہ کیا گیا ہے۔ جن میں سر برآوردہ احمدیان قادیان کے خلف الرشید صاحبان اور خود میاں صاحب کے قریبی رشتہ داروں کے نام نمایاں طور پر پائے جاتے ہیں"۔

اہل حدیث نے ۲۸ آدمیوں کے خارج البلد ہونے کی خبر شائع کی۔ پیغام صلح کے مدیر صاحب کے لئے یہ زرین موقعہ تھا۔ وہ ایڈیٹر صاحب اہل حدیث سے کم نہیں رہنا چاہتے تھے۔ لہذا انہوں نے عام بغاوت کا اعلان کر دیا۔ اور کرنا بھی یہی چاہیئے تھا کیونکہ بلی کو خواب میں چھچھڑے ہی نظر آتے ہیں۔ پیغام پارٹی اولین باغی جماعت ہے۔ جس نے قادیان میں خصوصاً اور تمام جماعت احمدیہ میں عموماً علم بغاوت سب سے پہلے بلند کیا۔ اور آج تک دربار خلافت حقہ سے بغاوت کئے ہوئے ہے۔ حالانکہ اس قدر لمبے عرصہ کے تجربہ سے انہیں معلوم ہونا چاہیئے تھا۔ کہ خدا کا ہاتھ اور اس کی نصرت کس کے ساتھ ہے۔ اور وہ جماعت جسے وہ حقیر سمجھ کر بظاہر ورنہ حقیقتاً جس کی عظمت سے ڈر کر قادیان سے بھاگے تھے۔ اب کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے۔ وہ خزانہ جس میں سے وہ سب کچھ لے کر صرف چند آنے چھوڑ گئے تھے۔ اب خدا کے فضل سے اس میں لاکھوں آتے ہیں۔ اور لاکھوں ہی خرچ ہوتے ہیں۔ وہ جماعت جسے وہ سمجھتے تھے۔ کہ دو چار مہینے میں تباہ کر دینگے۔ اس کا نام و نشان نہ رہے گا۔ خدا کے فضل سے دن دونی رات چوگنی بڑھ رہی ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

بغاوت مزعومہ کی حقیقت یہ ہے۔ کہ چند نوجوانوں کی بابت مختلف شکایات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور پہنچی تھیں۔ آپ نے اپنے خطبات جمعہ میں بھی ان بچوں کے بعض اخلاق کے متعلق نصائح فرمائی تھیں۔ بالآخر ایک کمیٹی کے ذریعہ تحقیقات فرمائی۔ کہ کیا اُمور اصلاح طلب ہیں۔ اور کیا کیا اصلاحات ہونی چاہتے ہیں۔ اور کن کن ذرائع سے۔ اس کمیٹی نے ایک فہرست تیار کی جس میں نماز کے نہ پابند نوجوانوں۔ ڈاڑھی منڈوانے والے۔ سیگرٹ وغیرہ پینے والے۔ بعض لین دین میں اچھا معاملہ نہ کرنے والے۔ اور بعض انتظامی حکموں کی تعمیل میں سستی کرنے والے شامل تھے۔ ہر ایک جماعت کے ساتھ کچھ منافق بھی ہوتے ہیں۔ وہ فتنہ و فساد کی راہیں سوچا کرتے ہیں۔ چنانچہ پیغام کے ایجنٹوں میں سے کسی نے اس تحقیقاتی کمیٹی کی کارروائی کو رنگ دیکر! خود مدیر صاحب نے حسب معمول سابق رنگ دیکر اصلاحات کا نام بغاوت رکھ لیا۔ حالانکہ اس رپورٹ میں ان نوجوانوں میں سے بعض کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ بے کار نہ رہیں۔ کچھ کام کریں جہاں ملے۔ چنانچہ بعض انہیں سے تلاش روزگار کے لئے چلے گئے اور کچھ جانے والے ہیں۔ ان کے لئے کام کی تلاش ہر وقت کارکنان جماعت کرتے رہتے ہیں۔ بعض جو قادیان میں ہی رہتے ہیں۔ ان بے نمازوں کی سستی کے باعث نماز باجماعت کی قید لگائی گئی ہے۔ اور جن کی صحبتوں سے انہیں اخلاقی نقصان پہنچتا تھا۔ ان سے باز رکھنے کی قید لگائی گئی ہے بعض وہ ہیں۔ جن کی صحبت سے دوسروں کو نقصان پہنچتا تھا۔ انہیں روکا گیا ہے۔ کہ وہ ان سے نہ ملیں۔ اس انتظام سے دنیا کے شرفاء کی کوئی جماعت خالی نہیں ہوا کرتی۔ ہر ملک و ہر قوم اپنے نوجوانوں کو چست کار آمد۔ نیک اخلاق نیک خو بنانے میں ساعی رہتی ہے۔ لیکن افسوس ان آنکھوں پر جنہیں نیک سیرتوں میں بھی بدعادات معلوم ہوتی ہے۔ اور بلکہ کوششوں میں بُرائی نظر آتی ہے۔ پیغام صلح کے مدیر صاحب کا شکوہ عبث ہے۔ کیونکہ ان کی حالت اس درجہ گر گئی ہے کہ جو رطب و یابس جماعت احمدیہ قادیان کے خلاف ملتا ہے درج اخبار فرماکر جامہ میں پھولے نہیں سماتے۔ گویا ایک خزانہ بیش بہا ہاتھ لگ جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ ایک ہفتہ کے لئے ڈلہوزی تبدیل آب و ہوا کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اور اپنی عام سادگی کی حالت میں گئے تھے۔ نہ ڈلہوزی میں لوگوں کی دعوتیں کیں۔ نہ بہت سے لوگ ساتھ تھے۔ کیونکہ یہ حضرت صاحب کے دستور کے خلاف ہے۔ بس پھر کیا تھا نامہ نگار صاحب پیغام کو شگوفہ ہاتھ لگا اور اس سادگی کو بھی آپ نے اس طرح ظاہر فرمایا۔ کہ میاں صاحب کی جوں جوں عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ سنجیدگی بڑھتی جاتی ہے۔ اب پچھلے زمانہ کی طرح اسراف نہیں ہے۔ کوئی ان سے پوچھے۔ آپ نے کس وقت اسراف دیکھا تھا۔ لنڈن میں جو شخص اپنی اسی وضع و لباس میں رہا ہو۔ جو قادیان میں پہنا کرتا تھا۔ اس سے اسراف کی بُو سوائے مدیر پیغام کے دوسرے کو نہیں آسکتی ۔

کاش! ہمارے غیر مبایع دوست ذاتیات پر رکیک حملے کرنے کی بجائے شرافت اور تہذیب کے ساتھ اختلافی مسائل پر گفتگو کیا کریں۔ تاکہ کسی غلطی خوردہ کو فائدہ پہنچنے کی توقع ہو سکے ۔

آمین بالجہر اور اہلحدیث

آمین بالجہر کہنا اہلحدیثوں کا ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی خاطر ان لوگوں نے بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائیں مُصیبتیں سہیں مگر اسے ترک نہ کیا۔ اب مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کے متعلق یہ فتوے دیا ہے کہ

"آمین بالجہر پر فساد تک نوبت پہنچے۔ تو آمین بالجہر ترک کر دے"۔ (اہلحدیث ۶ر نومبر)

یہ ان مولانا کا فتوٰی ہے۔ جو اپنی بہادری کی بڑی بڑی ڈینگیں مارا کرتے ہیں۔ اور سخت خطرات میں حضرت مسیح موعودؑ کے حج نہ کرنے پر آپؑ پر بزدلی کا الزام لگایا کرتے ہیں۔ حالانکہ حج کے لئے حفاظت راہ ایک ضروری اور مسلمہ شرط ہے۔

مولوی صاحب کے اس فتوے پر "اہل حدیث" میں ایک شخص لکھتا ہے :-

"مولانا! آپ کے اس فتوے سے اہل حدیث جماعت میں سخت خلل پڑنے کا خوف ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنتیں جو دوسروں کے ہاتھوں سے مٹ رہی ہیں۔ اہل حدیث کے ہاتھوں سے بھی مٹنے لگینگی"۔

آج تک اہل حدیث جن باتوں کو نہایت اہم اور ضروری سمجھتے رہے اور جن کی خاطر تکلیفیں اُٹھاتے رہے ہیں۔ انہیں ترک کرنے کا فتوٰی دینا سخت بزدلی ہے۔ مگر مولوی صاحب کو اس سے کیا۔ وہ تو جیسی ضرورت ہو۔ ویسا فتوٰی گھڑ لینے کی مہارت رکھتے ہیں۔ جہاں وہ دیکھیں گے۔ کہ اہل حدیثوں کی تعداد زیادہ ہے۔ وہاں فساد کرکے بھی آمین بالجہر کہنے کی تاکید کرینگے۔ اور جہاں اہل حدیث کم ہوں۔ وہاں کے متعلق انہوں نے کہہ ہی دیا ہے۔ کہ دم دبا کر بھاگ جایا کریں ۔

کیا تمام آریہ شودر ہیں؟

ہم نے بارہا آریوں سے یہ مطالبہ کیا ہے۔ کہ وہ بانی آریہ سماج سوامی دیانند جی کی سخت مخالفت کے باوجود بیوہ عورتوں کی شادی کیوں کرتے اور کیوں ان سے نیوگ کے ذریعہ اولاد پیدا نہیں کراتے جس کی سوامی جی نے پُرزور تاکید فرمائی ہے۔ لیکن کبھی کسی آریہ کو اس کا جواب دینے کی جرأت نہیں ہوئی تھی۔ اب دہلی کے رسالہ "آریہ مسافر" نے اس کا جواب دیا ہے۔ جو یہ ہے:-

"سوامی جی دوجوں میں بدھوا بواہ کے مخالف ہیں۔ اور یہی آمی دیانند جی کی رائے ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ دوجوں میں پنرواہ (نکاح ثانی) نہ ہونا چاہیئے۔

جس کا مطلب صاف ہے کہ بدھوا بواہ کی ممانعت صرف دوجوں (شریفوں) میں ہے۔ کیونکہ یہ احسن فعل نہیں ہے۔ مگر اس کو پاپ کہیں نہیں بتلایا۔ کیونکہ شودروں میں پنر بواہ یا بدھوا بواہ (نکاح بیوگان) جائز ہے۔ اور آریہ سماجی نقطہ خیال سے جو کم سے کم پچیس برس تک برہم چاری نہیں رہتا۔ ویدادی ستیہ شاستر کا سوادھیائے نہیں کرتا۔ دھرم کے مطابق زندگی نہیں بتاتا۔ وہ شودر ہے۔ پس چونکہ موجودہ زمانہ میں ٹھیک ٹھیک ورن بیوستھا کا انتظام اور دوجوں اور غیر دوجوں میں فرق کرنا مشکل ہے۔ اس لئے جن لوگوں کو اس کی ضرورت لاحق ہو۔ ان کو مباح ہے۔ مگر یہ فعل احسن نہیں ہے۔ اور ایسے اشخاص دوج نہیں کہلا سکتے۔ شودر لوگ برابر بدھوا بواہ کر سکتے ہیں۔" (آریہ مسافر دہلی ماہ اساڑھ صفحہ ۲)

گویا اس وقت تمام کے تمام آریہ جو بیواؤں کی شادی کرتے کراتے یا اس کی مخالفت نہیں کرتے۔ وہ سب شودر ہیں۔

امید نہیں۔ شادی بیوگان کے حامی اور عامل آریہ صاحبان اپنے آپ کو شودر قرار دینے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن اگر وہ اپنے آپ کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ تو کیا سوامی دیانند جی نے شودر کا جو کام قرار دیا ہے۔ اسے بھی اختیار کر لینگے۔

سوامی جی فرماتے ہیں:-

"شودر کو چاہیئے۔ کہ مذمت۔ حسد۔ غرور وغیرہ عیبوں کو چھوڑ کر برہمن کھشتری اور ویشوں کی خدمت مناسب طور پر کرے۔ اور اسی سے اپنا وجہ معاش پیدا کرے۔ شودر کا یہی ایک کام اور وصف ہے۔"

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۰۵۔ چوتھا باب)

چونکہ سناتنی ہندو بیوہ عورتوں کی شادی قطعاً ناجائز سمجھتے ہیں اس لئے بقول "آریہ مسافر" وہ دوج کہلانے کے مستحق ہیں۔ کیا آریہ صاحبان بحیثیت شودر ان کی خدمت کر کے وجہ معاش پیدا کرینگے۔ کیونکہ سوامی جی نے شودر کا یہی ایک کام اور وصف قرار دیا ہے۔

حیدرآباد میں زمیندار کا داخلہ بند

"زمیندار" کو باوجود مملکت دکن کی جلیل القدر خدمات سرانجام دینے کے اہلکے اپنی شرانگیزیوں کے باعث یہ روز بد دیکھنا پڑا۔ کہ اس کا داخلہ حضور نظام نے اپنی ریاست میں بند فرما دیا۔ اس کے متعلق کوئی معمولی عقل و سمجھ رکھنے والا انسان بھی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ والئے دکن کے منشاء کے خلاف ایسا ہوا ہے۔ لیکن "زمیندار" مولوی عبدالباری صاحب۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب اور مولوی عبدالقدیر صاحب بدایونی کو اس کا ذمہ دار قرار دینے کے علاوہ یہ بھی لکھتا ہے:-

"مملکت دکن میں سوء اتفاق سے بعض قادیانی حضرات بھی جلیل القدر عہدوں پر ممتاز ہو گئے ہیں۔" (۱۳ نومبر)

گویا "زمیندار" کی بندش کا باعث وہ ہوئے ہیں۔ لیکن دراصل یہ مجرم ضمیر کی صدا ہے۔ جو احمدیت کے خلاف کمینہ دشمنی رکھنے سے پیدا ہوئی ہے۔ اور والئے دکن کی بے حد ہتک۔ کہ آپ کے منشاء اور ارادہ کے خلاف عہدہ دار جو چاہتے ہیں آپ سے کرا لیتے ہیں۔

"زمیندار" کی طوطا چشمی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی یہ حرکت قطعاً حیرت انگیز نہیں ہے۔ اپنے ممدوحین کے ساتھ ہمیشہ سے اس کی یہی روش رہی ہے۔

چودھویں صدی کے مولوی

۱۴۰۰

کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہیں کر سکتا۔ کہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام جو اپنے زمانہ میں توحید کے واحد علمبردار اور خلیل اللہ کے جلیل القدر لقب سے ملقب تھے۔ اجرام فلکی کی جلالت سے مرعوب ہو کر انہیں معبود سمجھ سکتے ہیں لیکن کسقدر رنج اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ مولوی کہلانے والے جو خود سرتا پا شرک اور ضلالت میں ملوث ہیں۔ جو توحید کی صحیح تعریف تک سے واقف نہیں۔ جنہیں وحدانیت کے کوچہ کا پتہ ہی نہیں۔ وہ آپ علیہ السلام پر مشرک ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔

اِنہی مولویوں میں سے ایک مولوی نہیں۔ بلکہ "مولانا" ظفر علی خان صاحب بھی ہیں۔ جنہوں نے پچھلے دنوں سہارنپور میں ایک تقریر کی۔ جو "معارف و حقائق کے دریا کی روانی" کے عنوان سے ۱۳ اکتوبر کے "زمیندار" میں شائع ہوئی۔ اس "دریائے حقائق" نے اپنی "روانی" کے دور میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فخر دوجہان کے جدامجد پر جو چھینٹے پھینکے۔ وہ قابل ملاحظہ ہیں۔

"مولانا" ظفر علیخان نے خود یہ سوال اٹھا کر کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رجوع مذہب کس طرح ہوا؟ کہا

"انھوں نے ستاروں کی چمک دمک دیکھی۔ تو سمجھا۔ کہ یہی ہمارا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے بعد جب تاریکی پھیلی۔ اور اس میں چاند نمودار ہوا۔ چاند کو دیکھ کر معاً سمجھے۔ کہ یہی خدا ہے مگر جب صبح سے پہلے اس کی روشنی ماند پڑنے لگی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد دھندلا ہو گیا۔ تو انکار ہی کرتے بنی۔ پھر آفتاب عالمتاب اپنی ضوفشاں کرنوں کے ساتھ بلند ہونا شروع ہوا تو کہا۔ ستارے اور چاند خدا نہ تھے۔ بلکہ یہ خدا ہے۔ لیکن جب دوپہر تک کے کمال عروج کے بعد اس کا ڈھلنا اور غروب ہونا دیکھا تو بے اختیار پکار اٹھے۔ کہ لا احب الآفلین۔ اور بالآخر اسی حیّ و قیوم کے گرویدہ ہو گئے۔ جس نے ان تمام چیزوں کو صرف کُن لفظ سے ظاہر کیا۔"

میں پوچھتا ہوں۔ اگر نور نبوت سے تہی دامن اور مشعل ہدایت سے محروم ہونے کی وجہ سے آج کل کے مولوی انبیاء کرام کی حقیقی شان سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اور ان کے نزدیک وہ نبی جو نبیوں کا باپ اور خدا کا دوست کہلاتا ہے۔ وہ بھی شرک کے سے گناہ میں ملوث ہو سکتا ہے۔ جس کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے:- ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ کہ خدا تعالیٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کریگا۔ تو کیا انہوں نے عقل و سمجھ۔ فہم و فراست کو بھی جواب دے دیا ہے۔ کہ ایسی بے سروپا اور دور از عقل باتیں برسر عام بیان کرتے۔ اور پھر چھاپ کر دنیا میں شائع کرتے ہیں۔

قطع نظر اس سے کہ من گھڑت قصہ ایک نبی کی شان کے کس قدر خلاف واقعہ ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس دن سے قبل کبھی چاند اور سورج دیکھے تھے یا نہیں؟ اگر نہیں۔ تو اس واقعہ کے دن تک انہوں نے اپنی عمر کہاں گذاری۔ اور اگر دیکھے تھے۔ اور روزانہ ان کا طلوع و غروب ان کی نظر سے گذرتا تھا۔ تو پھر کیونکر وہ انہیں معبود بنانے کی غلطی کے مرتکب ہوئے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاند اور سورج کو درجہ ربوبیت نہیں دیا۔ بلکہ اپنی گمراہ قوم پر جو اجرام فلکی کی پرستار تھی۔ اسکے مسلمات کے رو سے شرک کی برائی ثابت کی اور ان کے معبودوں کی بطالت پیش کی ہے۔ مگر افسوس! چودھویں صدی کے مولوی خود حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وہ الزام لگا رہے ہیں۔ جس سے اپنی قوم کو بچانے کے لئے آپ نے اپنی عمر صرف کر دی۔

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات و مکاشفات میں

بہائیوں کی تحریفات

نمبر (۶)

(جناب مولوی فضل الدین صاحب کے قلم سے)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جس رؤیا اور خواب کی تشریح اخبار الفضل ۵۷ میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام بھی درج ہے۔ "یدعون لک ابدالُ الشام وعبادُ اللّٰہ العرب۔ یعنی تیرے لئے ابدال شام کے دعا کرتے ہیں۔ اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں"

اس الہام کی تشریح بھی رؤیا کی تشریح کے ساتھ ہی اخبار الفضل کے اسی پرچہ مورخہ ۱۴ر نومبر میں لکھی جا چکی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ کہ حضور کے اخوان صالحین اور اتباع کا سلسلہ یہاں تک بڑھ جائے گا۔ کہ شام اور عرب میں بھی لوگ آپ کے لئے دعائیں کرینگے۔ لیکن بہائی اخبار کوکب نے جو اس الہام کے متعلق اپنے مذاق کے مطابق اس میں معنوی تحریف کرتے ہوئے جلد اول نمبر ۲۷/۲۸ میں یہ لکھا تھا کہ ابدال شام سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو میرزا حسین علی ایرانی الملقب بہ بہاء اللہ (محبوس عکا واقع ملک شام) سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کے اتباع میں داخل ہیں۔ اور اس الہام کے مطابق وہ یہ دعا حضرت مرزا صاحب کے لئے کرتے ہیں۔ جو کتاب اقتدار ص ۱۳۲ میں میرزا حسین علی صاحب نے اپنے بعد غیر صادق مدعیوں کے ظہور کی خبر دے کر اپنے ماننے والوں کو سکھائی ہے۔ کہ

"خدا آپ کو بمقابلہ ظہور اعظم کے پر خطر مقام سے بچائے اور مقابلہ کرنے کی صورت میں خدائی مؤاخذہ ہو"

اس کے متعلق بھی مجھ کو بعض باتیں اس جگہ عرض کرنی ضروری معلوم ہوتی ہیں۔

اوّل۔ یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہام "یدعون لک ابدال الشام وعباد اللّٰہ العرب" میں جن ابدال کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ حضرت مرزا صاحب کے لئے صرف نیک دعا کرنیوالے بیان کئے گئے ہیں۔ کیونکہ مطابق عربی زبان کے محاورہ "دعوت اللّٰہ لہ بخیرٍ" کے یدعون لک ابدال الشام کے یہی معنی ہو سکتے ہیں۔ اور مواخذہ الٰہی کی بد دعا کے لئے "دعوت علیہ بشرٍ" کا الگ محاورہ پایا جاتا ہے۔ پس چونکہ کوکب مانتا ہے۔ کہ میرزا حسین علی ایرانی نے اپنے اتباع اور پیروؤں کو اس کا مقابلہ کرنے والے مدعیوں کے لئے بد دعا کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اس لئے کوکب کے اپنے بیان سے ہی ثابت ہو گیا کہ جن ابدال شام کی طرف الہام میں اشارہ کیا گیا ہے۔ وہ یہ لوگ نہیں ہیں۔

دوم۔ میرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ کی کتاب اقتدار کا جو نسخہ میں نے دیکھا ہے۔ اور جس سے کوئی بہائی انکار نہیں کر سکتا اس میں ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہوا موجود ہے۔ "وان اصر علی ما قال یبعث علیہ من لا یرحمہ" کہ جو شخص جھوٹا دعویٰ کرے گا۔ اور اپنے دعویٰ پر مصر رہے گا۔ اس پر ایسا جابر اور ظالم حاکم مسلط کیا جائے گا۔ جو اس پر رحم نہ کرے گا چونکہ مطابق بیان بہائیوں کے میرزا حسین علی ایرانی پر آخر وقت تک جابر اور ظالم حاکم مسلط رہے ہیں۔ اس لئے میرزا حسین علی ایرانی اپنے بیان سے جھوٹے ثابت ہو گئے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایک جھوٹے مدعی کے پیرو کسی طرح بھی ابدال کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔

سوم۔ یہ بات ہی غلط ہے۔ کہ اقتدار ص ۱۳۲ میں میرزا حسین علی صاحب نے اپنے ماننے والوں کو کسی آئندہ زمانہ میں دعویٰ کرنے والے سچے یا جھوٹے مدعی کے متعلق دعا یا بد دعا کرنے کی تعلیم دی ہے۔ بلکہ اس وقت جب اقتدار لکھی گئی۔ میرزا حسین علی کے پیش نظر صرف وہ لوگ تھے۔ جو بابی کہلاتے تھے۔ اور علی محمد باب کے قتل ہونے کے بعد کسی نہ کسی منصب کے اپنے لئے دعویدار تھے۔ جیسے کہ مرزا یحییٰ صبح ازل جو میرزا حسین علی صاحب کا بھائی تھا۔ اور اس کا دعوےٰ تھا۔ کہ علی محمد باب کا اصل جانشین میں ہوں۔ چنانچہ خود میرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ قریباً پندرہ بیس سال تک علی محمد باب کے قتل ہونے کے بعد اسی میرزا یحییٰ صبح ازل کا تابع اور مطیع رہا۔ لیکن جب بہاء اللہ نے اپنی پٹڑی جمالی تو پھر صبح ازل اور اس کے ساتھیوں کو دجال اور شیطان کہنا شروع کر دیا اور انہی کے استیصال اور تباہ کرنیکی اپنے اتباع اور پیروؤں کو اقتدار وغیرہ میں ترغیب دیتا رہا۔

چہارم۔ میرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ کا دعوےٰ ہے۔ کہ وہ خدا ہے۔ جیسا کہ وہ اپنی کتاب مبین صفحہ ۲۸۶ میں رجو بہائیاں اگرہ اپنے پاس ہونا مانتے ہیں) لکھتا ہے۔ "لا الٰہ الا انا المسجون الفرید" کہ کوئی خدا نہیں۔ مگر میں جو عکا کے قیدخانہ میں تنہا ہوں" اور خدائی کے ایسے جھوٹے مدعیوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن میں یہ وعید نازل فرمائی ہے۔ "ومن یقل منہم انی الٰہ من دونہ فذٰلک نجزیہ جہنم" کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے گا۔ کہ میں خدا ہوں۔ اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ پس جو لوگ اسلام کے حقیقی اور سچے خدا سے منحرف ہو کر ایک قیدی کو اپنا خدا مانتے ہیں۔ ان کو کیونکر الہام الٰہی میں ابدال شام کہا جا سکتا ہے۔ اور ان کی دعا و بد دعا کا کیا اثر ہے۔

پنجم۔ بہائیوں کی کتاب دروس الدیانۃ کے درس ۱۹ میں صاف طور پر یہ لکھا ہوا موجود ہے۔ "در قلب باید متوجہ بجمال قدم و اسم اعظم باشیم زیرا مناجات و راز و نیاز ما با او است و شنوندہ جز او نیست و اجابت کنندہ غیر او نہ" کہ ہماری توجہ دعاؤں وغیرہ میں میرزا حسین علی ایرانی کیطرف (جنکو بہائیوں کی اصطلاح میں جمال قدم اور اسم اعظم بھی کہتے ہیں) ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ہماری دعائیں اور ہمارے راز و نیاز سب انہی کے ساتھ ہیں۔ اور ہماری دعاؤں کا سننے والا اور قبول کر کے جواب دینے والا ان کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ بہائیوں کا خدا جس سے وہ دعا یا بد دعا مانگتے ہیں میرزا حسین علی ایرانی الملقب بہ بہاء اللہ ہے۔ جو ۱۸۹۲ء سے مر چکا ہے۔ کیا کسی عقلمند کے نزدیک بھی ایسے مردہ اور جھوٹے خدا کے پوجاری الہام الٰہی میں ابدال کے نام سے موسوم کئے جا سکتے ہیں۔

ششم۔ میرزا حسین علی ایرانی کی کتاب ایقان موجود ہے۔ جو انہوں نے زمانہ قیام بغداد میں لکھی تھی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ میرزا حسین علی صبح ازل کو وہ اپنا مطاع اور مرجع امر مانتے رہے ہیں۔ اس کے بعد ایک وقت آیا۔ کہ انہی میرزا یحییٰ صبح ازل کو میرزا حسین علی صاحب نے شیطان اور دجال وغیرہ قرار دیا۔ جو بہائی ہمارے سامنے میرزا حسین علی المعروف بہ بہاء اللہ کو ظہور اعظم قرار دے کر ابدال شام میں اپنے آپ کو داخل کرتے ہیں۔ ان کو چاہیئے۔ کہ پہلے کوئی نظیر اس بات کی ہمارے سامنے پیش کریں۔ کہ کوئی شخص پہلے پندرہ بیس سال تک ایک دجال اور شیطان کا تابع رہا ہو۔ اور اس کو اپنا مطاع اور مرجع امر مانتا ہو۔ اور پھر میرزا حسین علی ایرانی کی طرح ظہور اعظم قرار دیا گیا ہو۔ جب اس کی کوئی نظیر دنیا میں موجود نہیں ہے۔ تو میرزا حسین علی ایرانی کو ظہور اعظم قرار دینا۔ اور اس کے اتباع کا اپنے آپ کو ابدال شام میں داخل کرنا ایک مجنونانہ خیال نہیں تو اور کیا ہے۔

اہلحدیث کے نامہ نگار کی کج فہمی اور حضرت مسیح موعود پر جھوٹ کا غلط الزام

اہلحدیث مورخہ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۲۵ء میں عبدالرحیم صاحب عمر پوری کا ایک مضمون "مرزا صاحب کے طریق عمل" کے ماتحت شائع ہوا ہے جس میں مضمون نگار نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ مضمون نگار کی کج فہمی کا آئینہ ہے۔ راقم مضمون بزعم خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین جھوٹ بنا کر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے۔ کہ آپ نعوذ باللہ مسلمان نہ تھے۔

معترض کی ساری کج فہمی کی بنا اس بات پر ہے۔ کہ وہ جھوٹ کے معنی سے قطعاً ناواقف ہے۔ مضمون نگار نے محض نادانی سے ان چند باتوں کو کذب محمول کر لیا ہے۔ جو اس کے اپنے عقائد و اوہام باطلہ کے خلاف ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ایسے معترضین کا وجود بھی ضروری تھا تاکہ وہ اپنے طرز عمل سے مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کریں۔ نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳ پر فرمایا ہے۔ کہ علمائے وقت جو تقلید کے عادی ہونگے۔ وہ مسیح موعود کو کہیں گے:۔

"ایں مردفانہ بر انداز دین و ملت ما است و بمخالفت وے بر خیزند و حسب عادت خود حکم بتکفیر و تضلیل وے کنند"

یعنی یہ شخص ہمارے دین کو خراب کر رہا ہے۔ اور مخالفت کے لئے اٹھ کھڑے ہونگے۔ اور اپنی عادت کے مطابق کافر اور ضال کہیں گے"۔

اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں فرمایا:۔

"نزدیک است کہ علمائے ظواہر مجتہدات او را علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند" یعنی نزدیک ہے۔ کہ علمائے ظواہر مسیح موعود کے اجتہادی مسائل کا بوجہ باریک و دقیق ماخذ ہونے کے انکار کرینگے اور انہیں کتاب و سنت کے خلاف سمجھیں گے۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ یہ لوگ اس بات کو جانتے ہوئے کہ مسیح موعود کی باتوں کو خلاف کتاب و سنت جاننے والے لوگ پیدا ہونے تھے۔ اور انہوں نے آپ کو کافر قرار دینا تھا۔ پھر خدا کا خوف کر کے غور و فکر سے کام نہیں لیتے۔ اور جو بات اپنے عقائد کے خلاف پاتے ہیں۔ بلا سوچے سمجھے اسے کذب پر محمول کرنے لگ جاتے ہیں۔

پہلا امر معترض نے پہلا امر یہ پیش کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مسیح ناصری علیہ السلام کی قبر کو سری نگر محلہ خانیار میں قرار دینا جھوٹ ہے۔

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی تحقیقات کے بعد دلائل اور قرائن قویہ سے اس امر کو ثابت کیا ہے۔ کہ فی الواقعہ مسیح علیہ السلام سری نگر میں مدفون ہیں۔ اگر کوئی شخص تعصب کی وجہ سے ان دلائل سے فائدہ نہ اٹھائے تو وہ الگ امر ہے۔ میں اس جگہ ان دلائل کا اعادہ کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ معترض کو یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ جس شخص کی صداقت قرآن مجید کے روشن معیاروں کی بنا پر ثابت ہو چکی ہو۔ اور پھر جس کی صداقت پر آسمانی نشانات گواہی دے چکے ہوں۔ اس کی بعض باتوں کو جسے معترض اپنی نادانی کی وجہ سے نہیں سمجھتا۔ کذب قرار دینے کا اسے کوئی حق نہیں۔ اگر اس قسم کی باتوں کو معترض کذب پر محمول کرنا شروع کر دے گا۔ تو اسے بہت مشکل پیش آئے گی۔ کیا معترض ایسی مستند تاریخ سے جو آنحضرت صلعم کے زمانہ سے پہلے کی ہو۔ یا صحف انبیاء سے ثابت کر سکتا ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کی قبر کہاں ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بائبل یہ بتاتی ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کی قبر کا کسی کو علم نہیں۔ مگر رسول کریم صلعم نے آپ کی قبر کا پتہ دیا ہے۔ اگر کوئی کج فہم یہودی یا عیسائی اس پتہ کو غلط کہکر ہمارے مخاطب معترض سے صحف انبیاء یا پہلے زمانہ کی مستند تاریخ سے ثبوت مانگے۔ تو ہمارے مخاطب معترض صاحب اس کیا جواب دینگے۔ آیا وہ اس واقعہ کو بھی کذب پر محمول کریں گے۔ اگر نہیں اور ضرور نہیں۔ تو پھر جو جواب وہ ایسے معترض کو دے سکتے ہیں۔ فی الحال وہی ہماری طرف سے سمجھ لیا جائے۔

دوسرا امر جو معترض نے پیش کیا ہے۔ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسیح ناصری علیہ السلام کے صلیب پر چڑھائے جانے اور غشی کی حالت تک پہنچ جانے کے قائل ہیں۔ معترض کے نزدیک بات قرآن مجید کی آیت وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم الخ کے خلاف ہونے کی وجہ سے کذب ہے۔

جواب معترض کا اس امر کو کذب پر محمول کرنا اس کی اپنی بے سمجھی ہے۔ ورنہ قرآن کریم کی اسی آیت سے جسے معترض نے پیش کیا ہے۔ یہ امر ثابت ہے۔ کہ آپ صلیب پر چڑھائے گئے۔ اور غشی تک نوبت پہنچ گئی۔ اور لطف یہ ہے کہ معترض کے اپنے ترجمہ کا ایک حصہ ہی اس امر کو ثابت کر رہا ہے۔ معترض ترجمہ کرتا ہے:۔

"نہ مارا اس کو نہ صلیب پر چڑھایا۔ ولیکن وہی صورت بن گئی"

خط کشیدہ الفاظ نمبر ا "نہ صلیب پر چڑھایا" ما صلبوہ کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ جو سراسر معترض کے مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے غلط ہے۔ کیونکہ صلب کے معنے محض صلیب پر کھڑا کرنا نہیں ہیں۔ بلکہ لغت کے رو سے مار دینے کے ہیں۔ ملاحظہ ہو لسان العرب۔ تاج العروس وغیرہ۔ صلب کے معنی القتلۃ المعروفۃ لکھے ہیں۔ یعنی صلب کے معنے ہیں قتل معروف یعنی بذریعہ صلیب قتل کر دینا۔ پس ما صلبوہ سے مطلق صلیب پر کھڑا کرنے کی نفی نہیں ہوتی۔ بلکہ محض صلیبی موت کی نفی مقصود ہے۔ چنانچہ معترض کے ترجمہ خط کشیدہ نمبر ۲ کے الفاظ خود اس امر کی توضیح کر رہے ہیں۔ معترض لکھتا ہے۔ "ولیکن وہی صورت بن گئی" اجی جناب وہی صورت کونسی۔ کیا اس سے کہیں یہی تو نہیں پایا جاتا۔ کہ مسیح کی صورت مقتول و مصلوب والی ہو گئی۔ گو وہ مقتول و مصلوب نہ ہوا۔ جیسے کہ اگلے الفاظ ما قتلوہ یقیناً کے اس پر شاہد ہیں۔ اب جب قتل بالصلیب سے مشابہت ہوئی تو اس کے صاف معنے ہیں۔ کہ آپ مردہ کی طرح ہو گئے (گو مرے نہیں) یعنی آپ پر اس تکلیف کی وجہ سے غشی کی حالت طاری ہو گئی۔ اگر بطور تنزل تم یہ کہدو۔ کہ یہ اجتہاد غلط ہے۔ تو آپ کو معلوم رہے کہ اجتہاد کو غلط قرار دیا جا سکتا ہے۔ کذب قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ورنہ اگر جس اجتہاد کو ہم اپنے عقائد کے خلاف پائیں اگر اسے کذب پر محمول کرنا شروع کر دیں۔ تو اس اصل کی رو سے کئی گذشتہ بزرگ کذب کا نشانہ ہونگے۔

تیسرا امر تیسرا امر جس کو معترض کذب پر محمول کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کشتی نوح صفحہ ۶۵ کی عبارت ہے۔ کہ

"اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا۔ تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا"۔

یہ تحریر درج کر کے معترض قرآن مجید کی آیت اذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر الخ معہ ترجمہ لکھتے ہوئے ہم سے پوچھتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے بھی کبھی کسی مردہ مدفون کو نکالا۔ کسی کوڑھی اور اندھے کو چنگا کیا۔ کیا مٹی کی چڑیاں بنا کر ان میں روح پھونکی۔ گر یہ نہیں۔ تو پھر وہ کونسے نشان مرزا صاحب سے ظاہر ہوئے۔

جواب ہاں صاحب حضرت مرزا صاحب نے سینکڑوں ہزاروں نہیں لاکھوں کو تندرست کیا۔ آنکھیں دیں۔ زندہ کیا۔ ان میں روح پھونکی۔ اگر شہادت کی ضرورت ہو۔ تو ان لوگوں کے منہ سے دلائی جا سکتی ہے۔ جنہوں نے زندگی حاصل کی۔ آنکھیں پائیں۔ مگر یہ یاد رہے۔ ان معنوں میں نہیں۔ جن معنوں میں آپ سمجھے بیٹھے ہیں۔ ایسے معنے تو ہمارے نزدیک شرک ہیں۔

علاوہ ازیں سوال تو یہ ہونا چاہیئے۔ کہ مرزا صاحب نے کیا وہ نشان دکھائے جو مسیح نہیں دکھا سکا۔ سوال کا پہلو یہ تو نہیں نکلتا۔ کہ مسیح ناصری نے جو کچھ دکھایا وہ مرزا صاحب (باقی)

نے دکھایا ہے یا نہیں۔ کیونکہ مسیح موعود علیہ السلام تو فرماتے ہیں۔ میں نے جو نشان دکھائے ہیں۔ مسیح ابن مریم علیہ السلام ہرگز نہ دکھا سکتے۔

نیز اگر بطور تنزل یہ مان لیا جائے۔ کہ مسیح علیہ السلام نے فی الواقع قبروں سے مردے زندہ کرکے نکالے۔ اور مادر زاد اندھوں کو تندرست کیا (جیسا کہ معترض کے ترجمہ سے ظاہر ہے) اور مٹی سے جانور کی صورت بنا کر ان میں روح پھونکی (گو قرآن مجید میں روح کا ذکر نہیں) تو اب ہمارا مخاطب معترض ذرا اپوش کرکے بتائے۔ کہ آنحضرت صلعم جو سب نبیوں کے سردار ہیں۔ جن کو عیسیٰ علیہ السلام سے افضل مانا جاتا ہے۔ جن کے نشانات کو مسیح علیہ السلام کے نشانات سے ہزار درجہ بڑھ کر مانا جاتا ہے۔ کیا انہوں نے بھی قبروں سے مردے زندہ کرکے نکالے۔ اور مٹی کے جانور بنا کر انہیں روح پھونکی۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ایسا ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ تو کیا معترض آنحضرت صلعم پر مسیح علیہ السلام کی افضلیت کا قائل ہو جائے گا۔ اگر نہیں تو پھر وہ غور کرکے دیکھ لے۔ کہ جس قول کی بنا پر وہ ہم سے ایسا مطالبہ کرتا ہے۔ اس میں وہ کہاں تک حق بجانب ہے۔

مسیح موعودؑ کا ایک نشان

اب میں معترض صاحب کو بطور نظیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صرف ایک نشان بتاتا ہوں۔ یہ آپ کا علمی معجزہ ہے۔ آپ نے فصیح و بلیغ عربی زبان میں کتابیں لکھ کر علماء کو ان کا مثل لانے کی دعوت دی۔ مگر سب دم بخود ہو گئے اور کوئی کتاب مقابلہ میں پیش نہ کر سکے۔ اب اگر کسی میں ہمت ہے تو ذرا اس ایک ہی نشان کا مسیح ابن مریم علیہ السلام کے وجود میں ثبوت دے۔ اگر ہمارا معترض مسیح ابن مریم علیہ السلام سے ایسے نشان کا ظہور ثابت نہ کر سکے۔ تو وہ خود ہی غور کرلے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قول کو کذب قرار دینا کہاں تک اپنے اندر صداقت رکھتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب سے ایک مطالبہ

اب میں جناب ایڈیٹر صاحب اہل حدیث سے ایک مطالبہ کرتے ہوئے اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ مولوی صاحب! ذرا مہربانی فرما کر بتلائیں۔ کہ آیا یہ تقسیم کہ وعدہ [illegible] کے نزدیک بھی کذب پر محمول ہیں۔ اگر ایسی باتیں کذب پر محمول کی جا سکتی ہیں۔ تو اگر کوئی یہ خیال رکھنے والا آدمی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فی الحقیقت چار پرندوں کو ذبح کرکے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے مختلف پہاڑوں پر رکھا تھا آپ کے خیال کو آپ کی کتاب "حق پرکاش" کے پڑھتے ہوئے کذب پر محمول کرے۔ تو کیا وہ ایسا خیال کرنے میں حق بجانب ہوگا اگر مولوی صاحب فرمائیں۔ کہ ایسا کرنے والا غلطی کرے گا کیونکہ میرے نزدیک آیت کا یہی مفہوم درست ہے۔ کہ جانور ذبح کرکے ٹکڑے ٹکڑے نہیں کئے گئے تھے۔ تو پھر جو شخص قرآن کریم کی آیت ما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم سے یہ سمجھے کہ مسیح علیہ السلام غشی کی حالت تک پہنچ گئے تھے۔ اس کا یہ بیان کس طرح کذب پر محمول کیا جا سکتا ہے۔

پھر جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ مسیح علیہ السلام درحقیقت آسمان پر چلے گئے ہیں۔ اور وہ آسمان پر زندہ جانے کے کوئی مرادی معنے نہ لے۔ وہ جب آپ کی کتاب ترک اسلام میں یہ پڑھے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے سے یہ مراد ہے کہ وہ محفوظ جگہ جا پہنچے۔ تو کیا وہ آپ کے اس قول کو کذب پر محمول کرنے میں حق بجانب ہوگا۔ اگر نہیں تو کیا آپ کے نامہ نگار کا ایسا کرنا درست فعل ہے۔

(قاضی محمد نذیر مولوی فاضل و منشی فاضل پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ لائلپور)

اشتہارات

کتاب حدوث روح و مادہ کے متعلق ایک ضروری اعلان

جیسا کہ میں الفضل کی ایک گذشتہ اشاعت میں لکھ چکا ہوں کہ محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے آریوں کے مایہ ناز مسئلہ قدامت روح و مادہ کے متعلق ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ وہ کتاب اب مکمل ہو کر مکرمی میاں محمد یامین صاحب احمدی تاجر کتب کے حوالہ کر دی گئی ہے۔ جنہوں نے میرے حسب منشاء کتابت کاغذ اور طبع کا انتظام کیا ہے۔ کتاب کاتب نے لکھنی شروع کر دی ہے اور میں خود اس کی کاپیاں اور پروف دیکھتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ جلسہ سالانہ ۱۹۲۵ء تک تیار ہو جائے گی۔ میں احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اس کتاب کی خریداری فرما کر شائع کرنے والے کی امداد فرما دیں۔ اور اگر احباب میاں محمد یامین صاحب کو خریداری سے اطلاع دیویں۔ تو ممکن ہے۔ کہ وہ خریداروں کا اندازہ کرکے بجائے پانچسو کے زیادہ کاپیاں شائع کرنے کا انتظام کریں۔ قیمت اس کتاب کی دو روپیہ کے قریب ہوگی۔ باوجود اعلیٰ کتابت اعلیٰ کاغذ اور اعلیٰ طبع کے حجم تین سو صفحہ سے زیادہ ہوگا۔ میری دلی خواہش ہے۔ کہ تمام مستطیع احباب اس کتاب کو خرید فرماویں۔ اور ابھی سے اپنا نام خریداری کے لئے منضبط کرا دیں۔ اس کتاب میں علاوہ قدامت روح و مادہ کی تردید اور حدوث روح و مادہ کے عقلی اور نقلی دلائل کے آریہ سماج کے تمام مسائل پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

واللہ اعلم

سید محمد اسحاق مصنف کتاب ہذا قادیان ضلع گورداسپور

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن۔ ۱۱ر نومبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ابن سعود کے آدمیوں نے مکہ معظمہ کی تمام مقابر کو منہدم کر دیا ہے۔ لیکن اس مسجد کو بچا لیا ہے۔ جو خانہ کعبہ کے گھیرے ہوئے ہے۔ اگر مسلمانوں کی رائے عامہ انہدام کے خلاف ہو۔ تو ابن سعود دوبارہ تعمیر کر دینے پر مائل ہے۔ مدینہ منورہ کی بابت اس امر کی تصدیق ہو گئی ہے۔ کہ ابن سعود کی گولہ باری سے حضرت حمزہ کا مزار مسمار ہو گیا ہے۔ لیکن اس کے پیرو ابھی تک مدینہ طیبہ میں داخل نہیں ہو سکے۔ دونوں فوجوں کو صلح کی ضرورت ہے۔ لیکن جب تک ہاشمی خاندان حجاز سے نکل نہ جائے۔ تب تک ابن سعود نے بھی حجاز کو چھوڑ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ اس امر پر رضامند ہے۔ کہ وہ اس خاندان کے کسی شخص کو شریف بنا دے لیکن وہ کسی ہاشمی کے حکمران بننے کا روادار نہیں۔ جدہ کی حالت سخت نازک ہے۔ وہاں روپیہ اور رخوراک دونوں کی قلت ہے۔ اور اگر امیر علی کو روپیہ نہ ملا۔ تو اس کو آخر کار مجبوراً اطاعت کرنی پڑے گی۔

قاہرہ۔ ۱۱ر نومبر۔ اس رپورٹ کے سلسلہ میں کہ سر گلبرٹ کلاٹین اپنے مقصد میں ناکام ہوئے ہیں۔ رپوٹر کو معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ابن سعود اور سر گلبرٹ کلاٹین کے درمیان نجد و عراق کے معاملہ میں تو تصفیہ ہو گیا ہے۔ لیکن غالباً شرقی اردن اور نجد کے معاملہ میں گفت و شنید کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ کیونکہ ابن سعود کا اصرار ہے۔ کہ وہ سرحد نجد کو سرحد شام سے ملائیں گے۔ لہذا سر گلبرٹ نے اس بات پر گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔ اب سر گلبرٹ ۱۵ر نومبر تک قاہرہ پہونچ جائیں گے۔

لنڈن ۱۱ر نومبر۔ جدہ کی حالت بہت خراب ہے۔ کیونکہ نہ تو روپیہ ہے نہ کھانے پینے کا سامان۔ اگر ملک علی کو کہیں سے روپیہ نہ ملا۔ تو سمجھ لیجئے۔ کہ چند روز میں وہ ہتھیار ڈال دینے پر مجبور ہونگے۔

سردار رضا خاں صاحب جو اس وقت شاہ ایران کو معزول کر کے تخت شاہی پر متمکن ہوئے ہیں۔ ایک وقت میں ایرانی کاسک فوج میں سپاہی بھرتی ہوئے تھے۔ اور جس تخت پر وہ بادشاہ کی حیثیت سے اس وقت جلوہ افروز ہوئے ہیں۔ اس تخت کے سامنے بطور سنتری ٹہلا کرتے تھے۔ اپنی چالاکی ذہانت اور بہادری سے اس قدر عروج پایا۔ کہ اب تخت ایران کے مالک ہیں۔

لنڈن ۱۰ر نومبر۔ میڈم ہائنین کو جو میٹر میں باز ارصاف کرنے والی فرانسیسی قوم کی محسن ہے۔ دوران جنگ میں چھ ماہ قید کی سزا ملی تھی۔ کیونکہ اس نے ایک باز ارم کو پھانسی سے قیصر ولیم گذرنے والا تھا صاف کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور بڑی دلیری سے کہا تھا۔ کہ قیصر کی قدر میرے جھاڑو کے برابر بھی نہیں ہے۔ اب وہ یورپ میں ایک بہادر عورت کے نام سے مشہور ہے۔ اور اس دلیرانہ حب وطن کے صلہ میں اس کو ایک تمغہ ملا ہے۔

لنڈن ۳ر نومبر۔ ٹائمز کا نامہ نگار کوون سے رقمطراز ہے کہ مسٹر ولیم مکر پر ۱۸۹۲ء میں قتل کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ اور حبس دوام کی اس کو سزا دی گئی تھی۔ اب اس کو رہا کر دیا گیا ہے کیونکہ ۳۳ سال کے بعد اس کی بے گناہی ثابت ہو گئی۔

شمالی ویلز میں ایک جھیل کے پھٹ جانے سے سخت تباہی آئی۔ گاؤں تباہ ہو گئے۔ بجلی گھر تباہ ہو گیا۔ جس سے شمالی ویلز کے شہروں میں اندھیرا چھا گیا۔

ہندوستان کی خبریں

بنگال کونسل میں ایک ممبر صاحب اس مطلب کا ریزولیوشن پیش کرینگے۔ کہ دیگر مہذب ممالک کی طرح بنگال میں بھی سزائے موت دینے کا طریقہ اڑا دیا جائے۔

خیبر ریلوے کی ایک خصوصیت ایسی ہے۔ کہ دنیا بھر کی ریلوں میں اس کی مثال نہ ملے گی یعنی دو اسٹیشن ایسے ہیں۔ جن کا عملہ واحد ہے۔ ایک اسٹیشن دامن کوہ میں ہے اور دوسرا عین اس کے اوپر۔ ریل پہاڑ کی وجہ سے بل کھا کر جاتی ہے۔ لیکن دامن کوہ کے سٹیشن کے ملازم ریل کو رخصت کر کے پہاڑی ہونے کی وجہ سے بکریوں کی طرح اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ اور ریل کے بل کھا کر آنے سے پہلے تمام کام کر لیتے ہیں۔

رائے زادہ ہنس راج آف جالندھر نے اسمبلی کی ممبری سے استعفےٰ دیدیا ہے۔ اور فیصلہ ہوا ہے۔ کہ لالہ [illegible] رائے ان کی جگہ امیدوار کھڑے ہونگے۔

لاہور۔ ۱۱ر نومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب نے پنجاب کے جیلوں کی حالت کی تحقیقات کے لئے ایک کمیشن کا تقرر کیا ہے۔ یہ کمیشن حسب ذیل اشخاص پر مشتمل ہوگا۔ مسٹر لسڈن آئی۔ سی۔ ایس (ریٹائرڈ) صدر۔ جسٹس جے لال آف لاہور ہائی کورٹ و شیخ عبدالقادر وزیر تعلیم ممبران۔

پونہ ۱۱ر نومبر۔ ڈھونڈ سے خبر ملی ہے۔ کہ گذشتہ سوموار کے دن سفر مینا کے دو پٹھان جو رائل بمبئی سفر مینا سے تعلق رکھتے تھے۔ اپنی بندوقوں اور گولیوں کے ساتھ مفرور ہو گئے۔ اذ کمبری ریلوے سٹیشن پر حملہ آور ہوئے۔ جو ڈھونڈ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ حملہ آوروں نے سٹیشن کے شاف کو خوفزدہ کر کے انکے روپوں کے بکس کو قابو میں کر لیا۔ اور تقریباً دو سو روپیہ لیکر بھاگ گئے۔ بیس آدمی معہ افسران ان کا تعاقب کر رہے ہیں۔

(منشی عبدالرحمن صاحب [illegible] قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا)